شمارہ نمبر ۲۸

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

اکتوبر / ۲۰۲۳

دوماہی مجلّہ

# الاجماع

- صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہی، رفع الیدین کرنا مسنون ہے۔[قسط ۳]
- رفع یدین عند الرکوع منسوخ ہے۔

ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

# فہرست مضامین



**نوٹ:**

حضرات! ہم نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ اس رسالہ میں کتابت ( ٹائپنگ ) کی کوئی غلطی نہ ہو، مگر بشریت کے تحت کوئی غلطی ہوجانا امکان سے باہر نہیں۔ اس لئے آنحضرات سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ کتابت کی کسی غلطی پر مطلع ہوں تو اسے دامن عفو میں چھپانے کے بجائے ادارہ کو مطلع فرمادیں، تاکہ آئندہ اس کی اصلاح کی جاسکے۔ جزاکم اللہ خیراً

## ہمارا نظریہ

ہمیں کسی سے عناد و دشمنی نہیں ہے، حدیث میں نماز کے سلسلے میں متعدد روایتیں آئی ہیں۔ ایک پر اگر غیر مقلدین عمل کرتے ہیں تو ان سے کیوں لڑا جائے، جب کہ وہ بھی حدیث میں آیا ہے۔ لیکن جب وہ حنفیوں کو طعنہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث پر عمل نہیں کرتے قیاس پر عمل پیرا ہیں، تو اس وقت سوچو! کیسے خاموش رہا جائے اور یہ کیوں نہ بتایا جائے کہ حدیث پر تم سے زیادہ عمل کرنے والے ہم ہیں اور تم سے زیادہ حدیث جاننے والے ہم ہیں۔

-محدث ابوالمآثر، حبیب الرحمٰن اعظمیؒ (م ۱۴۱۲ھ)

## بادل ناخواستہ

انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ فرقہ اہل حدیث اور دوسرے باطل فرقے اپنی تعلیمات اپنے سننے والوں میں بیان کرنے کی بجائے ہمیشہ دوسروں پر، اکثر غیر مناسب انداز میں اعتراض کرنے کو ترجیح دیتا ہے اور اہل حق علماء کو گمراہ اور کافر کہنے تک سے گریز نہیں کرتے، جس سے فتنہ برپا ہوتا ہے۔ ان لوگوں کے اس فتنے کو بند باندھنے کیلئے بادل ناخواستہ قلم اٹھانا پڑتا ہے، ورنہ ملکی اور عالمی حالات اس بات کا تقاضہ کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی صلاحیتیں کہیں اور صرف ہوں۔

ادارہ: الاجماع فاؤنڈیشن

# صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہی، رفع الیدین کرنا مسنون ہے۔ [قسط ۳]

## کیا براء بن عازب ؓ کی روایت سے ترکِ رفع ثابت نہیں ہوتا؟؟؟

**از: مولانا نیاز احمد اوکاڑوی حفظہ اللہ**

**اختصار وترتیب وحاشیہ واضافہ: مولانا نذیر الدین قاسمی**

**حدیث البراء میں بھی ''ثم لا تعود'' کے الفاظ کے بغیر، ترک رفع ثابت ہیں:**

- حافظ المغرب، امام ابن عبد البرؒ (م ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ

**المحفوظ في حديث يزيد بن أبي زياد عن ابن أبي ليلى عن البراء كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا افتتح الصلاة رفع يديه في أول مرة وقال بعضهم فيه مرة واحدة وأما قول من قال فيه ثم لا يعود فخطأ عند أهل الحديث۔**

یزید بن ابی زیادؒ، ابن ابی لیلیٰؒ عن براءؓ کی سند سے جو حدیث روایت کرتے ہیں، اس کے محفوظ الفاظ یہ ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو پہلی مرتبہ میں اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے''، اور بعض روات اس میں (پہلی مرتبہ کی بجائے) ''صرف ایک مرتبہ'' کے الفاظ نقل کرتے ہیں، البتہ جن راویوں نے اس حدیث میں ''پھر نہیں اٹھاتے'' کے الفاظ کہے ہیں وہ محدثین کے نزدیک درست نہیں۔ **(التمہید لابن عبد البر: ج۹: ص ۲۲۰)**

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حدیث البراء بن عازب کے سلسلے میں بھی ائمہ محدثین واصحاب الحدیث کا اعتراض صرف ''**ثم لا يعود**'' کے الفاظ پر ہے، باقی ''**رفع يديه في أول مرة**'' یا ''**رفع يديه مرة واحدة**'' کے الفاظ، ائمہ محدثین واصحاب الحدیث کے نزدیک صحیح اور علل وشذوذ سے محفوظ ہیں۔

**نوٹ:**

حافظ ابن القطان الفاسیؒ (م ۶۲۸ھ) اور حافظ ابن القیم الجوزیہؒ (م ۷۵۱ھ) نے ابن مسعودؓ کی ترک رفع کی روایت کے بارے میں بھی یہی کہا تھا کہ محدثین کے نزدیک، اعتراض صرف ''**ثم لا يعود**'' کے الفاظ پر ہے، باقی ''**رفع يديه**

في أول مرة ''یا'' رفع يديه مرة واحدة'' کے الفاظ، ان کے نزدیک صحیح ہیں۔ (دیکھئے مجلہ الاجماع: ش۲۷: ص ۱۲-۱۳)

یعنی حدیث ابن مسعودؓ اور حدیث البراء بن عازبؓ کے سلسلے میں محدثین کا اعتراض صرف ''ثم لا يعود'' پر ہے، باقی ''رفع يديه في أول مرة'' یا ''رفع يديه مرة واحدة'' کے الفاظ، ان کے نزدیک صحیح اور علل وشذوذ سے محفوظ ہیں۔ واللہ اعلم

اور ابن مسعودؓ کی روایت کی طرح، براء بن عازب کی روایت میں بھی ''ثم لا یعود'' کے بغیر بھی ترک رفع ثابت ہیں۔ چنانچہ امام عبدالرزاق الصنعانیؒ (م ۲۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ

عن ابن عيينة، عن يزيد، عن عبد الرحمن بن أبي ليلى، عن البراء بن عازب: قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا كبر رفع يديه حتى يرى إبهامه قريبا من أذنيه، مرة واحدة [ثم لا تعد لرفعها في تلك الصلاة]۔

حضرت براء بن عازبؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [نماز کے شروع میں] تکبیر کہتے، تو رفع یدین کرتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انگوٹھے، آپ کے کانوں کے قریب ہوجاتے اور ایک ہی بار [رفع یدین] کرتے۔ (کتاب المصنف لعبد الرزاق: رقم ۲۵۳۱)

غور فرمائیں! ''ثم لا تعد لرفعها في تلك الصلاة'' کی زیادتی کے بغیر بھی، ترک رفع ثابت ہو رہا ہے۔

**سند کی تحقیق:**

(۱) امام عبدالرزاق الصنعانیؒ (م ۲۱۱ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، حافظ، امام ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۴۰۶۴)

(۲) سفیان بن عیینہؒ (م ۱۹۸ھ) بھی صحیحین کے راوی اور ثقہ، حافظ، حجت، امام ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۲۴۵۱)

(۳) یزید بن ابی زیاد الکوفیؒ (م ۱۳۷ھ) صحیح مسلم وسنن اربع کے راوی اور قبل الاختلاط، صدوق تھے۔ (دیکھئے: ص ۶)

**نوٹ:**

سفیان بن عیینہؒ (م ۱۹۸ھ) خود، ''ثم لا یعود'' کی زیادتی کے بغیر، باقی حدیث کو اختلاط و تلقین سے پاک اور صحیح سمجھتے تھے چنانچہ ناصر الحدیث، امام محمد بن ادریس الشافعیؒ (م ۲۰۴ھ) کہتے ہیں کہ ''واحتج بحديث رواه يزيد بن أبي

زياد، عن عبد الرحمن بن أبي ليلى، عن البراء بن عازب قال: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم إذا افتتح الصلاة يرفع يديه، قال سفيان: ثم قدمت الكوفة فلقيت يزيد بها، فسمعته يحدث بهذا وزاد فيه: ثم لا يعود، فظننت أنهم لقنوه. قال سفيان: هكذا سمعت يزيد يحدثه هكذا، ويزيد فيه: ثم لا يعود، قال: وذهب سفيان إلى أن يغلط يزيد في هذا الحديث ويقول: كأنه لقن هذا الحرف الآخر فلقنه''۔(اختلاف الحديث ملحقا بالأم للشافعي: ج۸: ص ۶۳۵)

معلوم ہوا کہ ''ثم لا يعود'' کی زیادتی کے علاوہ، یہ حدیث خود، امام سفیان بن عیینہؒ (م ۱۹۸؁ھ) کے نزدیک بھی صحیح اور محفوظ تھی۔ کیونکہ انہوں نے ''ثم لا يعود'' کے بغیر، یہ حدیث، ان سے پہلے سن لی تھی۔

یعنی یزید بن ابی زیادؒ (م ۱۳۷؁ھ) سے، ''رفع يديه مرة واحدة'' کے الفاظ، انہوں نے، ان کے اختلاط وتلقین سے پہلے سن لیے تھے۔لہذا ''رفع يديه مرة واحدة'' کے الفاظ، اختلاط وتلقین سے پاک ہیں۔ والحمد للہ

نیز ان کے متابع میں ثقہ راوی، عیسی بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیؒ بھی موجود ہیں۔لہذا اختلاط وتلقین کا اعتراض ہی فضول ہوگا۔

(۴) عبدالرحمٰن بن ابی لیلی الانصاریؒ (م ۸۳؁ھ) بھی صحیحین، بلکہ کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، عالم، حافظ ہیں۔ (تقریب: رقم ۳۹۹۳، سیر)

(۵) حضرت براء بن عازبؓ (م ۲۷؁ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔(تقریب)

**حکم:**

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اس کے تمام روات ثقہ یا صدوق اور سند حسن ہے۔

نیز ''ثم لا يعود'' کی زیادتی کے بغیر، ''رفع يديه مرة واحدة'' کے الفاظ کے ساتھ، یہ حدیث محدثین کے نزدیک صحیح ومحفوظ ہے، کما مر۔

الغرض ''ثم لا يعود'' کے بغیر بھی، حدیث البراء بن عازب سے ترک رفع یدین ثابت ہے، والحمد للہ۔

**ایک اور سند:**

ثقہ، حافظ، امام محمد بن ہارون الرویانیؒ (م ۳۰۷؁ھ) کہتے ہیں کہ

نا أبو الأشعث، نا زياد البكائي، نا محمد بن عبد الرحمن، عن عيسى، عن عبد الرحمن بن أبي ليلى، عن البراء قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم أوجب الصلاة فرفع يديه حتى حاذتا بأذنيه مرة واحدة، لا يزيد على ذلك۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نے نماز کی نیت باندھی، تو دونوں ہاتھ کانوں کے برابر اٹھائے، صرف ایک مرتبہ اس سے زیادہ نہیں کیا۔ (**مسند الرویانی: ج۱: ص۲۴۰، حدیث نمبر ۳۴۸**)

**سند کی تحقیق:**

(۱) امام محمد بن ہارون الرویانیؒ (م۳۰۷ھ) ثقہ، حافظ ہیں۔ (**سیر: ج۱۴: ص۵۰۷**)

(۲) ابو الاشعث، احمد بن المقدام بن سلیمان العجلی البصریؒ (م۲۵۳ھ) ثقہ، ثبت ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۱۱۰**)

(۳) زیاد بن عبد اللہ البکائی العامریؒ (م۱۸۳ھ) صحیحین کے راوی اور **صدوق تكلم فيه من قبل حفظه فحديثه حسن لو انفرد و لم يخالف** ہیں۔ (**تحفة اللبيب بمن تكلم فيهم الحافظ ابن حجر من الرواة في غير التقريب: ج۱: ص۳۹۳**)

(۴) محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ (م۱۴۸ھ) سنن اربع کے راوی اور صدوق، سئی الحفظ ہیں، مگر متابع میں مقبول ہیں۔ (**تقریب: رقم ۶۰۸۱، مجلہ الاجماع: ش۷: ص۱۲، تحریر تقریب التہذیب: رقم ۶۰۸۱**)

**نوٹ:**

یہ روایت ''**فرفع يديه حتى حاذتا بأذنيه مرة واحدة**''، کے الفاظ کے ساتھ، محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ (م۱۴۸ھ) نے یزید بن ابی زیادؒ (م۱۳۷ھ) کے ساتھ ساتھ، ان کے بھائی عیسیٰ بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ (م۱۴۸ھ) سے بھی سنی تھی۔ (دیکھئے ص۱۷)

یعنی یہاں پر یزید بن ابی زیادؒ (م۱۳۷ھ) کے متابع میں ثقہ راوی، عیسیٰ بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ (م۱۴۸ھ) موجود ہیں۔ والحمد للہ

(۵) عیسیٰ بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ (م۱۴۸ھ) سنن اربع کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۵۳۰۷**)

(۶) عبدالرحمٰن بن ابی لیلی الانصاریؒ (م ۸۳ھ) کا تعارف گزر چکا۔

(۵) حضرت براء بن عازبؓ (م ۷۲ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔

حکم:

یعنی متابعت کی وجہ سے، یہ حدیث حسن ہے۔

خلاصہ یہ کہ ''ثم لا یعود'' کی زیادتی کے بغیر، ''رفع یدیه مرة واحدة'' کے الفاظ کے ساتھ، یہ حدیث محدثین کے نزدیک صحیح ومحفوظ ہے، کما مر۔ جس کی وجہ سے، ان الفاظ سے ترک رفع کا ثابت ہونا واضح ہے۔ واللہ اعلم

## حدیث البراء میں ''ثم لا تعود'' کے الفاظ پر بحث:

امام ابویعلی الموصلیؒ (م ۳۰۷ھ) فرماتے ہیں کہ

**حدثنا اسحاق حدثنا ابن ادریس قال سمعت یزید بن ابی زیاد عن ابن ابی لیلیٰ عن البراء قال رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و سلم رفع یدیه حین استقبل الصلاة حتی رأیت ابهامیه قریباً من اذنیه ثم لم یرفعهما۔**

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز شروع کی تو رفع یدین کیا حتی کہ دونوں ہاتھ کانوں کے برابر ہو گئے پھر پوری نماز میں رفع یدین نہ کیا۔ (**مسند ابی یعلیٰ الموصلی: ج ۲: ص ۹۰، رقم ۱۶۹۲**)

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابویعلی الموصلیؒ (م ۳۰۷ھ) ثقہ، حافظ، شیخ الاسلام ہیں۔ (**المعین فی طبقات المحدثین: ج۱: ص ۱۰۷، تذکرہ الحفاظ: ج ۲: ص ۱۹۹، رقم ۷۲۶، سیر اعلام النبلاء: ج ۱۱ ص ۱۰۷، رقم ۲۶۱۹**)

(۲) اسحاق بن ابی اسرائیل ابراہیم، ابویعقوب المروزیؒ (م ۲۴۵ھ) سنن ابی داود وسنن النسائی کے راوی اور ثقہ، مامون، **کان حافظا جدا، لم یکن مثله في الحفظ و الورع** ہیں۔ (**تحریر تقریب التهذیب: رقم ۳۳۸، نیز دیکھئے أَنِیسُ السَّاري في تخریج وَتحقیق الأَحادیث التي ذکرها الحَافظ ابن حَجر العسقلاني في فَتح البَاري: ج ۳: ص ۲۰۷۷، سیر: ج ۱۱: ص ۴۷۷**)

(۳) امام عبداللہ بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۲ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، عابد، فقیہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۳۲۰۷)

(۴) یزید بن ابی زیاد الکوفیؒ (م ۱۳۷ھ) اور

(۵) عبد الرحمٰن بن ابی لیلی الانصاریؒ (م ۸۳ھ) کا تعارف گزر چکا۔

(٦) حضرت براء بن عازبؓ (م ۷۲ھ) مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

**حکم:**

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اس کے تمام روات ثقہ یا صدوق اور سند حسن ہیں۔

سند کے راویوں کی تحقیق کے بعد اب اس حدیث پر فریق مخالف کے اعتراضات کا تحقیقی جائزہ پیش خدمت ہے۔

**اعتراض نمبر ۱:**

زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں کہ

اس حدیث کا دارومدار یزید بن ابی زیاد القرشی الھاشمی الکوفی پر ہے جو کہ ضعیف اور شیعہ تھا۔ (**نور العینین:** ص ۱۴۵)

**الجواب:**

یزید بن ابی زیاد الکوفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷ھ) فی نفسہ ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک ثقہ یا صدوق ہیں، البتہ ان کا اخیر عمر میں حافظہ متغیر ہو گیا تھا اور وہ تلقین قبول کرنے لگے تھے، اسی وجہ سے ان پر کلام کیا گیا تھا۔ مگر قبل الاختلاط، وہ ثقہ یا صدوق ہیں۔ چنانچہ

- امام ابن سعد البصریؒ (م ۲۳۰ھ) کہتے ہیں کہ ''**وكان ثقة في نفسه إلا أنه اختلط في آخر عمره فجاء بالعجائب**''۔ (**الطبقات الکبری: ج ٦: ص ۳۳۰**)

- جریر بن عبد الحمید الضبیؒ (م ۱۸۸ھ) نے کہا: ''**إن يزيد أحسنهم استقامة في الحديث، ثم عطاء بن السائب، وكان ليث أكثر تخليطًا**''۔

- امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) نے بھی کہا: ''أقول كما قال جرير''۔ (کتاب العلل بروایت عبداللہ: رقم ۵۶۸۴)

- حافظ احمد بن صالح المصریؒ (م ۲۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ ''يزيد بن أبي زياد ثقة، و لا يعجبني قول من تكلم فيه''۔

- امام محمد بن اسماعیل البخاریؒ (م ۲۵۶ھ) نے کہا: ''صدوق إلا أنه تغير بأَخَرةٍ''۔ (العلل الکبیر للترمذی: ص ۳۹۱)،

- امام ابوالحسن العجلی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۶۱ھ) نے کہا: '' كوفي ثقة جائز الحديث و كان بآخرة يلقن''۔ (کتاب الثقات: ج ۲: ص ۳۶۴، رقم ۲۰۱۹)

- امام ابوداود السجستانیؒ (م ۲۷۵ھ) نے کہا: ''يزيد بن أبي زياد، ثبت، لا أعلم أحدا ترك حديثه، و غيره أحب إلي منه''۔ (سؤالات ابی عبید لابی داود السجستانی: رقم ۴۹۳)

- امام یعقوب بن سفیان الفسویؒ (م ۲۷۷ھ) نے کہا: ''و يزيد - و إن كانوا يتكلمون فيه لتغيره - فهو على العدالة و الثقة، و إن لم يكن مثل الحكم و منصور''۔

- حافظ ابن حبان البستیؒ (م ۳۵۴ھ) نے کہا: ''كان صدوقا، إلا أنه لما كبر ساء حفظه و تغير، و كان يلقن ما لقن، فوقعت المناكير في حديثه، فسماع من سمع منه قبل التغير صحيح''۔ (تہذیب التہذیب: ج ۱۱: ص ۳۳۰)

- امام ابوعبداللہ الحاکمؒ (م ۴۰۵ھ) نے کہا: ''يزيد بن أبي زياد كان يذكر بالحفظ في شبابه، فلما كبر ساء حفظه، فكان يخطئ في كثير من رواياته و حديثه، و تقلب الأسانيد و يزاد في المتون فلا يميز''۔ (الخلافیات للبیہقی: ج ۲: ص ۳۶۷)

- ایک جگہ، حافظ نورالدین الہیثمیؒ (م ۸۰۷ھ) نے کہا: ''يزيد بن ابي زياد و هو حسن الحديث''۔ (مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۵۸، رقم ۱۳۹۴۶)

- حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) بھی کہتے ہیں کہ ''يزيد بن أبي زياد الكوفي من أتباع التابعين تغير في آخر

عمره و ضعف بسبب ذلك''۔(الطبقات المدلسین :ص ۴۸)

- محدث بدرالدین العینیؒ (م ۸۵۵ھ) فرماتے ہیں کہ ''وأما يزيد في نفسه فهو ثقة يقال جائز الحديث''۔ (البنایۃ شرح الہدایۃ: ج ۲:ص ۲۵۵)

- امام ابن العماد الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۸۹ھ) لکھتے ہیں '' وهو حسن الحديث''۔(شذرات الذہب: ج ۲:ص ۱۸۴)

- خود زبیر علی زئی صاحب بھی اپنی اسی کتاب کی ایک ''ایڈیشن'' میں کہتے ہیں کہ

(یزید بن ابی زیاد کی) پہلے حالت اچھی تھی بعد میں اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا، لہٰذا جنہوں نے اس کی توثیق کی ہے وہ اختلاط سے پہلے پر محمول اور جنہوں نے اس کی تضعیف کی ہے وہ اختلاط کے بعد پر مبنی ہے۔(نور العینین :ص ۱۳۶، قدیم ایڈیشن)

- اہل حدیث عالم، شیخ رئیس احمد ندوی سلفی لکھتے ہیں کہ:

ائمہ کرام نے یزید بن ابی زیاد کو تخلیط و تغیر کا شکار ہونے کے بعد متروک وساقط الاعتبار قرار دیا ہے، لہٰذا جن ائمہ نے انہیں ثقہ وصدوق کہا انہوں نے تخلیط و تغیر کے شکار ہونے سے پہلے کی حالت کو ملحوظ رکھ کر توثیق وتصدیق کی ہے، اور یہ بات تمام ائمہ حدیث کو کہنی چاہیے۔(سلفی تحقیقی جائزہ :ص ۵۷۶)

* مزید لکھتے ہیں:

موصوف یزید ایک زمانہ تک صحیح الحدیث تھے، لیکن بعد میں یہ تغیر حفظ کے شکار ہو گئے۔(ملخصاً ص ۵۷۵)

خلاصہ یہ کہ ائمہ محدثین اور شیخ زبیر علی زئی و رئیس ندوی صاحب نے تسلیم کر لیا ہے کہ یزید بن ابی زیاد ایک زمانہ تک صحیح الحدیث اور ثقہ یا صدوق راوی تھے، مگر بعد میں موصوف اخیر عمر میں خرابی حافظہ کا شکار ہو گیا تھا اور جن ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے ان پر جرح کی ہے وہ اخیر عمر میں اختلاط و تلقین کے بعد پر مبنی ہے اور اختلاط و تلقین کی وجہ سے ہی ائمہ نے ان پر جرح کی ہے۔

خلاصہ یہ کہ یزید بن ابی زیاد الکوفیؒ (م ۱۳۷ھ) قبل الاختلاط ثقہ یا کم از کم صدوق ہیں، ان کی مطلق تضعیف کرنا مرجوح ہے۔واللہ اعلم

نیز یزید کے شیعہ ہونے سے ان کا اثنا عشری، جعفری شیعہ یا رافضی ہونا قطعاً لازم نہیں آتا کیونکہ یزید مذکور متقدمین میں سے ہیں، اور متقدمین علماء کی اصطلاح میں شیعہ اس کو کہتے ہیں جو محض حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتا ہو، اسے تفضیلی شیعہ بھی کہا جاتا ہے، اور ان متقدمین شیعوں میں موجودہ شیعوں کی طرح کفریہ عقائد (جیسے تکفیر صحابہ، انکارِ قرآن، عقیدہ رجعت وغیرہ) عموماً نہیں پائے جاتے تھے، اور جو شخص ان کفریہ عقائد کا معتقد ہوتا تھا متقدمین علماء اسے غالی رافضی کہتے تھے، جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م **۸۵۲ھ**) فرماتے ہیں کہ:

**''والتشیع محبة علی رضی اللہ عنه وتقدیمه علی الصحابة فمن قدمه علی ابی بکر رضی اللہ عنه وعمر رضی اللہ عنه فهو غال فی التشیع ویطلق علیه رافضی والا فشیعی فان انضاف الیٰ ذلک السب او التصریح بالبغض فغال فی الرفض وان اعتقد الرجعة الی الدنیا فاشد فی الغلو''۔**

اصطلاح قدیم میں شیعیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت اور ان کو دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضل سمجھنے کا نام ہے، جو شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر مقدم سمجھتا ہے تو وہ غالی شیعہ ہے، اور اسی کو رافضی بھی کہا جاتا ہے، ورنہ شیعی کہتے ہیں پھر اگر اس کے ساتھ سب وشتم یا بغض ونفرت کا اظہار بھی ہو تو وہ رافضیت میں غلو کرنے والا ہے۔ (غالی رافضی ہے)۔ اور اگر وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دوبارہ دنیا میں آنے کا عقیدہ رکھتا ہو تو وہ غلو کرنے میں بھی آگے ہے۔ (**ھدی الساری مقدمہ فتح الباری: ص ۶۴۰**)

لہذا یہاں یزید کو شیعہ کہنا، صحت حدیث کے منافی نہیں ہے۔

**اعتراض نمبر ۲:**

رئیس ندوی صاحب کہتے ہیں کہ:

یہ حدیث یزید موصوف نے تخلیط وتغییر کے بعد بیان کی ہے جس پر دلیل یہ ہے کہ ابراہیم بن یسار مادی نے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ یزید بن ابی زیاد جب مکہ میں تھا تو اس نے یہ حدیث ہمیں ''جملہ لا یعود'' کے بغیر بیان کی اور جب کوفہ میں گیا تو اس نے یہ حدیث ہم سے ''جملہ لا یعود'' کے ساتھ بیان کی، تو میں نے گمان کر لیا کہ (ان کے اختلاط سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے) انہیں اہل کوفہ نے یہ جملہ تلقین کر دیا ہے۔ (**ماحصل از تحقیقی جائزہ: ص ۵۷۶**)

زبیر علی زئی صاحب نے بھی یہی اعتراض کیا ہے۔ (**نور العینین: ص ۱۴۶**)

**جواب:**

اولاً　　اس زیادتی ''**ثم لا یعود**'' کے بغیر بھی، احناف کا دعوی ثابت ہے، جیسا کہ گزر چکا۔

دوم　　ابن ابی لیلیؒ (م ١٤٨ھ) کے ایک طریق میں ''**رفع یدیه حتی حاذتا بأذنیه مرة واحدة، لا یزید علی ذلك**'' کے الفاظ ہیں، جن سے ''**ثم لا یعود**'' کی قوی تائید ہوتی ہیں۔ (**دیکھئے: ص ٣**)

سوم　　عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ (م ٨٣ھ) سے اس حدیث میں ''**ثم لا یعود**'' کے الفاظ نقل کرنے میں، یزید بن ابی زیادؒ (م ١٣٧ھ) کے متابع میں '' ٢، ٢'' ثقہ راوی عیسیٰ بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ اور حکم بن عتیبہؒ (م ١١٣ھ) موجود ہیں۔ (**دیکھئے ص ١٨**)

اس لحاظ سے بھی یزید بن ابی زیادؒ (م ١٣٧ھ) کی روایت میں ''**ثم لا یعود**'' کے الفاظ پر اعتراض فضول ہے۔

چہارم　　جزء رفع الیدین میں ہے کہ

''**وكذلك روى الحفاظ من سمع من يزيد بن أبي زياد قديما منهم الثوري, وشعبة, وزهير ليس فيه: ثم لم يعد**''۔ (**ص ٢٩**)

-　　امام ابوبکر البیہقیؒ (م ٤٥٨ھ) فرماتے ہیں کہ

''**والذي يدل على أنه لقن هذه الكلمة فتلقنها، أن أصحابه القدماء لم يأثروها عنه مثل: سفيان الثوري، وشعبة بن الحجاج، وهشيم بن بشير، وزهير بن معاوية، وخالد بن عبد الله، وعبد الله بن إدريس، وغيرهم، إنما أتى بها عنه من سمع منه بأخرة، وكان قد تغير وساء حفظه**''۔ (**معرفة السنن والآثار: ج ٢: ص ٤١٨**)

-　　امام ابوداود السجستانیؒ (م ٢٧٥ھ) نے بھی کہا:

''**وروى هذا الحديث هشيم، وخالد، وابن إدريس، عن يزيد، لم يذكروا ثم لا يعود**''۔ (**سنن ابی داود: حدیث نمبر ٧٥٠**)

-　　امام ابوسعید الدارمیؒ (م ٢٨٠ھ) کہتے ہیں کہ

''**ومما يحقق قول سفيان أنهم لقنوه هذه الكلمة أن سفيان الثوري وزهير بن معاوية وهشيما وغيرهم من أهل العلم لم يجيئوا بها، إنما جاء بها من سمع منه بأخرة**''۔ (**الخلافیات للبیہقی: ج ٢: ص ٣٦٦**)

- حافظ المغرب، امام ابن عبد البرؒ (م ٤٦٣ھ) فرماتے ہیں کہ

''فرواه عنه الثقات الحفاظ، منهم: شعبة، والثوري، وابن عيينة، وهشيم، وخالد بن عبد الله الواسطي لم يذكر واحد منهم عنه فيه قوله: "ثم لا يعود". وإنما قاله فيه عنه من لا يحتج به على هؤلاء''۔(التمہید: ج ٩: ص ٢٢٠)

- حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ (م ٤٦٣ھ) نے کہا:

''فكان يزيد بن أبي زياد يروي هذا الحديث قديما ولا يذكره، ثم تغير وساء حفظه فلقنه الكوفيون ذلك فتلقنه ووصله بمتن الحديث۔ وقد روى سفيان الثوري وشعبة بن الحجاج وهشيم بن بشير وأسباط بن محمد وخالد بن عبد الله الطحان وغيرهم من الحفاظ هذا الحديث عن يزيد بن أبي زياد وليس فيه ترك العود إلى الرفع، وكانوا سمعوه منه قديما قيل أن زاد فيه ما لقنه إياه الكوفيون من ترك العود إلى الرفع''۔(الفصل للوصل: ص ٣٦٩)،

- حافظ ابوبکر السیوطیؒ (م ٩١١ھ) کہتے ہیں کہ

''وقد سمعه الحفاظ منه قديما بدونها هشيم وخالد بن الطحان وأبن أدريس عند أبي داود والثوری وشعبة وأسباط بن محمد عند أحمد''۔(المدرج الی المدرج: ص ١٩)

- حافظ مجد الدین، ابن الاثیر الجزریؒ (م ٦٠٦ھ) نے کہا:

''والذي يدل على أنه لقنها، أن أصحابه القدماء لم يرووها عنه مثل: سفيان الثوري، وشعبة، وهشيم، وزهير، وخالد، عبد اللّٰه بن إدريس، وإنما أتى بها من سمعها منه بآخره، وكان قد تغير وساء حفظه وكان يحيى ابن معين يضعفه''۔(الشافی لابن الاثیر: ج ١: ص ٥١٧)

- حافظ عبد الکریم بن محمد، ابو القاسم القزوینیؒ (م ٦٢٣ھ) نے بھی کہا:

''واستدل على أنه لقن الكلمة أن أصحابه القدماء لم يأتوا بها عنه كسفيان الثوري وشعبة بن الحجاج وهشيم وزهير بن معاوية وعبد الله بن إدريس وغيرهم، وإنما أتى بها من سمع منه بأخرة وكان قد تغير وساء حفظه''۔(شرح مسند الامام الشافعی للقزوینی: ج ٣: ص ١٢٤)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ یزید بن ابی زیاد کے اختلاط وتلقین کے زمانے سے پاک، قدیم السماع کے نام درج ذیل ہیں:

* سفیان الثوریؒ (م ۱۶۱ھ)۔
* شعبۃ بن الحجاجؒ (م ۱۶۰ھ)۔
* ہشیم بن بشیرؒ (۱۸۳ھ)۔
* زہیر بن معاویۃؒ (م ۱۷۴ھ)۔
* خالد بن عبداللہ الواسطیؒ (م ۱۸۲ھ)۔
* عبداللہ بن ادریس الکوفیؒ (م ۱۹۲ھ)۔
* اسباط بن محمد، ابومحمد القرشیؒ (م ۲۰۰ھ)۔

یعنی ائمہ محدثین کے نزدیک، قبل اختلاط یزید، ان ائمہ نے ان سے سماع کیا ہے، مگر انہی قدیم السماع علماء وائمہ نے یزید بن ابی زیاد الکوفیؒ (م ۱۳۷ھ) سے ''ثم لا یعود'' کی زیادتی نقل کی ہے، چنانچہ

<u>سفیان الثوریؒ (م ۱۶۱ھ) کی روایت:</u>

ثقہ، ثبت، حافظ، امام ابوجعفر الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ) فرماتے ہیں کہ

**حدثنا أبو بكرة قال: ثنا مؤمل, قال: ثنا سفيان قال: ثنا يزيد بن أبي زياد عن ابن أبي ليلى عن البراء بن عازب رضي الله عنه قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا كبر لافتتاح الصلاة, رفع يديه حتى يكون إبهاماه قريبا من شحمتي أذنيه, ثم لا يعود۔ (شرح معانی الآثار: ج۱: ص ۲۲۴، حدیث نمبر ۱۳۴۶)**

غور فرمائیں! یہاں سفیان الثوریؒ (م ۱۶۱ھ) نے یزید بن ابی زیادؒ (م ۱۳۷ھ) سے ''ثم لا یعود'' کی زیادتی نقل کی ہے، مگر اس سند میں مومل بن اسماعیلؒ (م ۲۰۶ھ) پر کلام ہے، لیکن ان کے متابع ثقہ، حافظ، امام وکیع بن الجراحؒ (م ۱۹۷ھ) موجود ہیں، چنانچہ امام ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) کہتے ہیں کہ

**حديث: رأيت رسول الله يرفع يديه حين يفتتح الصلاة... الحديث۔**

**تفرد به محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى عن أخيه عيسى و الحكم عن عبد الرحمن الأكبر،**

وروه عباس بن غالب عن وكيع عن الثوري - والذي قبله أصح - ورواه يزيد بن أبي زياد عنه، وتفرد به روح بن مسافر عن الأعمش عن يزيد۔ (**کتاب اطراف الغرائب والافراد للدارقطنی: ج ۲: ص ۲۹۲**)،

غور فرمائیں! ابن ابی لیلیٰ (م۱۴۸ھ) کا طریق "ثم لا یعود" کی زیادتی کے ساتھ ہی منقول ہے، دیکھئے **سنن ابی داود: حدیث نمبر ۷۵۲، مصنف ابن ابی شیبۃ: حدیث نمبر ۲۴۵۵**۔

معلوم ہوا کہ سفیان عن یزید بن ابی زیاد کے طریق سے "ثم لا یعود" کی زیادتی نقل کرنے میں مومل بن اسماعیلؒ (م۲۰۶ھ) کے متابع میں امام وکیع بن الجراحؒ (م۱۹۷ھ) موجود ہیں۔

لہذا یہاں پر، مومل (م۲۰۶ھ) پر کلام فضول ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ سفیان الثوریؒ (م۱۶۱ھ) نے یزید بن ابی زیادؒ (م۱۳۷ھ) سے "ثم لا یعود" کی زیادتی نقل کی ہیں۔

<u>عبداللہ بن ادریس الکوفیؒ (م۱۹۲ھ) کی روایت:</u>

امام ابویعلی الموصلیؒ (م۳۰۷ھ) فرماتے ہیں کہ

**حدثنا اسحاق حدثنا ابن ادریس قال سمعت یزید بن ابی زیاد عن ابن ابی لیلیٰ عن البراء قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدیہ حین استقبل الصلاۃ حتی رأیت ابھامیہ قریباً من اذنیہ ثم لم یرفعھما۔**

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز شروع کی تو رفع یدین کیا حتی کہ دونوں ہاتھ کانوں کے برابر ہوگئے پھر پوری نماز میں رفع یدین نہ کیا۔ (**مسند ابی یعلی الموصلی: ج ۲: ص ۹۰، رقم ۱۶۹۲**)

اس سند کی تحقیق وتفصیل ص ۵، پر موجود ہے۔ نیز ابن ادریسؒ (م۱۹۲ھ) کی طریق کی ایک اور سند بھی موجود ہے، چنانچہ ثقہ، حافظ محمد بن ابراہیم بن علی، ابوبکر ابن المقرئؒ (م۳۸۱ھ) فرماتے ہیں کہ

**حدثنا عمر بن إسماعيل بن أبي غيلان، ثنا يحيى الحماني، ثنا شريك، وموسى الأنصاري، وابن إدريس، عن ابن ابی زياد، عن عبد الرحمن بن أبي ليلى، عن البراء رضي الله عنه، قال: رأيت رسول الله صلى الله**

عليه وسلم فرفع يديه في أول تكبيرة ثم لم يعد ۔(الجزء الثالث عشر من فوائد ابی بکر محمد بن ابراهيم المقری، دراسة و تحقيقا، رسالة دكتوراه، للدكتور خالد بن منصور الدريس بجامعة الملك سعود: ص ٥١٢، حدیث نمبر ٦٥)

سند کی تحقیق:

(١) حافظ محمد بن ابراہیم بن علی، ابوبکر ابن المقریؒ (م ٣٨١ھ) ثقہ، محدث کبیر ہیں۔(تاریخ الاسلام: ج ٨: ص ٥٢٤)،

(٢) عمر بن اسماعیل بن ابی غیلانؒ (م ٣٠٧ھ) بھی ثقہ، متقن ہیں۔(ارشاد القاصی والدانی: ص ٤٤٦)،

(٣) یحیی بن عبدالحمید الحمانیؒ (م ٢٢٨ھ) صحیح مسلم کے راوی اور کم از کم صدوق ہیں۔(مجلہ الاجماع: ش ٣: ص ٩٧)

(٤) عبداللہ بن ادریس الکوفیؒ (م ١٩٢ھ) کا تعارف گزر چکا۔(ص: )، نیز ان کے متابع میں ثقہ، لاباس بہ، راوی موسی بن محمد الانصاریؒ موجود ہیں اور شریک بن عبداللہ النخعیؒ (م ١٧٨ھ) قبل تغیر حفظہ صدوق تھے، بلکہ حافظؒ (م ٨٥٢ھ) تو کہتے ہیں کہ ''كان من الاثبات ولما ولي القضاء تغير حفظه''۔(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم الرازی: ج ٨: ص ١٦٠، طبقات المدلسین لابن حجر: ص ٣٣، فتح الباری: ج ٤: ص ٤٢٢)،

(٥) یزید بن ابی زیاد الکوفیؒ (م ١٣٧ھ) اور

(٦) عبدالرحمٰن بن ابی لیلی الانصاریؒ (م ٨٣ھ) کا تعارف گزر چکا۔

(٧) حضرت براء بن عازبؓ (م ٧٢ھ) مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

حکم:

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

قدیم السماع، امام عبداللہ بن ادریسؒ (م ١٩٢ھ) نے یزید بن ابی زیاد الکوفیؒ (م ١٣٧ھ) سے ''ثم لا يعود'' کی زیادتی نقل کی ہے۔

ہشیم بن بشیرؒ (١٨٣ھ) کی روایت:

امام ابویعلی الموصلیؒ (م ٣٠٧ھ) فرماتے ہیں کہ

**حدثنا إسحاق، حدثنا هشيم، عن يزيد بن أبي زياد، عن عبد الرحمن بن أبي ليلى، عن البراء قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم حين افتتح الصلاة كبر، ورفع يديه حتى كادتا تحاذيان أذنيه، ثم لم يعد۔**

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز شروع کی تو رفع یدین کیا حتی کہ دونوں ہاتھ کانوں کے برابر ہو گئے پھر پوری نماز میں رفع یدین نہ کیا۔ (**مسند ابی یعلی الموصلی: حدیث نمبر ۱۶۹۱**)

**سند کی تحقیق:**

(۱) امام ابو یعلی الموصلیؒ (م ۳۰۷ھ) کا تعارف گزر چکا۔

(۲) اسحاق بن ابی اسرائیل ابراہیم، ابو یعقوب المروزیؒ (م ۲۴۵ھ) سنن ابی داود و سنن النسائی کے راوی اور ثقہ، مامون، **كان حافظا جدا، لم يكن مثله في الحفظ والورع** ہیں۔ (**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۳۳۸**، نیز دیکھئے **أنيس السَّاري في تخريج وَتحقيق الأحاديث التي ذكرها الحَافظ ابن حَجر العسقلاني في فَتح البَاري: ج ۳: ص ۲۰۷۷**، سیر: ج ۱۱: ص ۴۷۷)

(۳) امام ہشیم بن بشیر الواسطیؒ (م ۱۸۴ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت، امام ہیں۔ (**تقریب: رقم ۷۳۱۲**)

(۴) یزید بن ابی زیاد الکوفیؒ (م ۱۳۷ھ) اور

(۵) عبد الرحمٰن بن ابی لیلی الانصاریؒ (م ۸۳ھ) کا تعارف گزر چکا۔

(۶) حضرت براء بن عازبؓ (م ۷۲ھ) مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

**حکم:**

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اس کے تمام روات ثقہ یا صدوق اور سند حسن ہیں۔

اور یہی وجہ ہے کہ امام الجرح والتعدیل، امام ابو احمد، ابن عدی الجرجانیؒ (م ۳۶۵ھ) کہتے ہیں کہ ''**ورواه هشيم وشريك وجماعة معهما عن يزيد بإسناده وقالوا فيه ثم لم يعد**''۔ (**الکامل لابن عدی: ج ۹: ص ۱۶۵**)

خلاصہ یہ کہ یزید بن ابی زیاد الکوفیؒ (م ۱۳۷ھ) کے ''۳'' قدیم السماع تلامذہ سے ''**ثم لا يعود**'' کی زیادتی

منقول ہے۔یعنی جب ''٣'' قدیم السماع تلامذہ سے''ثم لا یعود'' کی زیادتی منقول ہے،تو ''ثم لا یعود'' کی زیادتی کو مدرج یا تلقین کا نتیجہ کہنا محل نظر ہوگا،کیونکہ تلقین تو وہ اخیر عمر میں قبول کرتے تھے۔(دیکھئے ص:)،

اوران''٣'' تلامذہ نے یزید سے قبل الاختلاط روایت لی ہے،جیسا کہ محدثین نے صراحت کی ہے۔لہذا ''ثم لا یعود'' کی زیادتی کو مدرج یا تلقین کا نتیجہ کہنا غیر صحیح ہوگا۔بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ یزید چونکہ قبل الاختلاط صدوق تھے،لہذا کبھی وہ یہ زیادتی بیان کرتے تھے اور کبھی نہیں بھی کرتے یا کبھی یہ زیادتی بھول جاتے اور کبھی یاد آنے پر بیان کر دیتے۔واللہ اعلم

- چنانچہ حافظ علاء الدین مغلطائیؒ (م ٧٦٢ھ) کہتے ہیں کہ

''فلما كانت حاله بهذه المشابهة جاز أن يحمل أمره على أنه حدّث ببعض الحديث تارة وبجملة أخرى, أو يكون قد نسي أولا ثم تذكر آخرا''۔(شرح ابن ماجہ لمغلطائی:ص ١٤٧٠)

- محدث بدرالدین العینیؒ (م ٨٥٥ھ) فرماتے ہیں کہ

''فلما كانت حاله بهذه المثابة جاز أن يحمل أمره على أنه حدث ببعض الحديث تارة وبجملته أخرى, أو يكون قد نسى أولًا ثم تذكر''۔(عمدۃ القاری:ج ٥:ص ٢٧٣،نخب الافکار:ج ٤:ص ١٥٨،شرح ابی داود للعینی:ج ٣:ص ٣٥١)

- حافظ ابوالحسین القدوریؒ (م ٤٢٨ھ) کہتے ہیں کہ

''بل الواجب أن يحمل على أنه نسي الزيادة ثم تذكرها''۔(کتاب التجرید للقدوری:ج ٢:ص ٥١٩)

خلاصہ یہ کہ ''ثم لا یعود'' کی زیادتی کو مدرج یا تلقین کا نتیجہ کہنا مرجوح ہے۔

**ایک روایت اور اس کا جواب:**

ثقہ،حافظ،امام ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ٣٨٥ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا أبو بكر الآدمي أحمد بن محمد بن إسماعيل, نا عبد الله بن محمد بن أيوب المخرمي, نا علي بن عاصم, نا محمد بن أبي ليلى, عن يزيد بن أبي زياد, عن عبد الرحمن بن أبي ليلى, عن البراء بن عازب, قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم حين قام إلى الصلاة فكبر ورفع يديه حتى ساوى بهما أذنيه ثم لم يعد. قال علي: فلما قدمت الكوفة قيل لي: إن يزيد حي, فأتيته فحدثني بهذا الحديث, فقال: حدثني عبد الرحمن بن أبي

**ليلى, عن البراء, قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم حين قام إلى الصلاة فكبر ورفع يديه حتى ساوى بهما أذنيه, فقلت له: أخبرني ابن أبي ليلى أنك قلت: ثم لم يعد؟ , قال: لا أحفظ هذا فعاودته, فقال: ما أحفظه۔**

حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھاتے پھر دوبارہ ایسا نہیں کرتے۔(اس سند کے ایک راوی) علی بن عاصمؒ کہتے ہیں: جب میں کوفہ آیا تو مجھے کہا گیا کہ یزید(بن ابی زیاد) زندہ ہیں، سو میں ان کے یہاں گیا تو انہوں نے مجھے یہ حدیث سنائی، انہوں نے کہا: مجھ سے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے بیان کیا وہ حضرت براءؓ سے روایت کرتے ہیں، آپؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ دیکھا کہ جب آپ نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھاتے۔تو میں نے یزیدؒ سے کہا کہ مجھ سے (محمد) بن ابی لیلیٰؒ نے بیان کیا کہ آپ (اس حدیث میں آگے یہ بھی) کہتے ہیں کہ ''پھر دوبارہ ایسا نہیں کرتے'' تو یزیدؒ نے کہا مجھے یہ (جملہ) یاد نہیں، میں نے ان سے دوبارہ عرض کیا، مگر انہوں نے یہی کہا کہ مجھے یہ جملہ یاد نہیں۔(**سنن الدارقطنی: ج ۲: ص ۵۱، حدیث نمبر ۱۱۳۲**)

**الجواب:**

علی بن عاصم بن صہیبؒ (**م ۲۰۱ھ**) ضعیف راوی ہیں۔(**تحریر تقریب التہذیب: رقم ۴۷۵۸**)، اور انہوں یزیدؒ (**م ۱۳۷ھ**) سے کب سماع کیا ہے، اس کا کوئی علم نہیں ہے۔ واللہ اعلم

لہذا یہ روایت ''**ثم لا یعود**'' کے مدرج ہونے پر دلیل نہیں بن سکتی۔

مزید یہ کہ یزید بن ابی زیادؒ (**م ۱۳۷ھ**) ''**ثم لا یعود**'' کی زیادتی نقل کرنے میں منفرد بھی نہیں ہیں، بلکہ ان کے متابع میں ''۲،۲'' ثقہ راوت موجود ہیں، چنانچہ

**متابع نمبر ''۱'' اور متابع نمبر ''۲'':**

امام ابوداود السجستانیؒ (**م ۲۷۵ھ**) فرماتے ہیں کہ

**حدثنا حسين بن عبد الرحمن، أخبرنا وكيع، عن ابن أبي ليلى، عن أخيه عيسى، عن الحكم، عن عبد الرحمن بن أبي ليلى عن البراء بن عازب قال: رأيت رسول الله - صلى الله عليه وسلم - رفع يديه حين افتتح**

الصلاۃ، ثم لم یرفعهما حتی انصرف ۔(سنن ابی داود: حدیث نمبر ۷۵۲، ت الارنوؤط، سنن ابی داود بتحقیق عوامۃ: حدیث نمبر ۷۵۲، سنن ابی داود بتحقیق عصام موسی ہادی: حدیث نمبر ۷۵۲)

سند کی تحقیق:

(۱)　امام ابوداود السجستانیؒ (م ۲۷۵ھ) کی ذات گرامی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔

(۲)　حسین بن عبد الرحمٰن، ابو علی الجرجرائیؒ (م ۲۵۳ھ) سنن ثلاثۃ ماخلا ابن ماجہ کے راوی اور ثقہ ہیں۔(تاریخ الاسلام: ج۶: ص ۷۳، تحریر تقریب التہذیب: رقم ۱۳۲۷)،

(۳)　وکیع بن الجراحؒ (م ۱۹۷ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، حافظ، عابد ہیں۔(تقریب: رقم ۷۴۱۴)

(۴)　محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ (م ۱۴۸ھ) صدوق، سیئ الحفظ ہیں، مگر متابعت میں مقبول ہیں۔(تحریر تقریب التہذیب: رقم ۶۰۸۱)،

(۵)　عیسی بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ سنن اربع کے راوی اور ثقہ ہیں۔(تقریب: رقم ۵۳۰۷)

(۶)　الحکم بن عتیبۃ الکندیؒ (م ۱۱۳ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، ثبت، فقیہ ہیں۔(تقریب: رقم ۱۴۵۳)

(۷)　عبد الرحمٰن بن ابی لیلی الانصاریؒ (م ۸۳ھ) کا تعارف گزر چکا۔

(۸)　حضرت براء بن عازبؓ (م ۷۲ھ) مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

حکم:

یعنی متابعت کی وجہ سے، یہ حدیث حسن ہے۔

نوٹ:

کتاب المصنف لابن ابی شیبۃ میں ہے کہ "حدثنا وكيع، عن ابن أبي ليلى، عن الحكم وعيسى، عن عبد الرحمن بن أبي ليلى، عن البراء بن عازب: أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا افتتح الصلاة رفع يديه ثم لا يرفعهما حتى يفرغ"۔(حدیث نمبر ۲۴۵۵)،

یعنی یزید بن ابی زیادؒ (م ۱۳۷ھ) "ثم لا یعود" کی زیادتی نقل کرنے منفرد نہیں ہیں، بلکہ ان کے متابع میں ثقہ، ثبت، فقیہ، امام الحکم بن عتیبۃ الکندیؒ (م ۱۱۳ھ) اور ثقہ، عالم عیسی بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ موجود ہیں۔

اس لحاظ سے یزید بن ابی زیادؒ (م ۱۳۷ھ) پر ''ثم لا یعود'' کی زیادتی کی تلقین کا الزام فضول ہے۔ واللہ اعلم

**اعتراض:**

حافظ عبد اللہ بن امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۹۰ھ) نے کہا: ''حدثني أبي عن محمد بن عبد الله بن نمير قال نظرت في كتاب ابن أبي ليلى فإذا هو يرويه عن يزيد بن أبي زياد قال أبي و حدثناه وكيع سمعه من ابن أبي ليلى عن الحكم و عيسى عن عبد الرحمن بن أبي ليلى و كان أبي يذكر حديث الحكم و عيسى يقول إنما هو حديث يزيد بن أبي زياد كما رآه بن نمير في كتاب بن أبي ليلى قال أبي ابن أبي ليلى كان سيء الحفظ و لم يكن يزيد بن أبي زياد بالحافظ''۔ (علل احمد بروایت عبد اللہ: رقم ۷۰۸)،

جزء رفع الیدین میں ہے کہ ''و إنما روى ابن أبي ليلى هذا من حفظه فأما من حدث عن ابن أبي ليلى من كتابه فإنما حدث عن ابن أبي ليلى عن يزيد فرجع الحديث إلى تلقين يزيد''۔ (ص ۳۰)

**الجواب:**

محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰؒ (م ۱۴۸ھ) کے بارے میں

- امام بخاریؒ (م ۲۵۶ھ) نے کہا: ''ابن أبي لَيلَى هو صدوق، و لا أروي عنه لأنه لا يُدرَى صحيح حديثه من سقيمه، و كل من كان مثل هذا فلا أروي عنه شيئًا''۔ (سنن الترمذی: حدیث نمبر ۳۶۴)
- حافظ ابو الحسن العجلیؒ (م ۲۶۱ھ) نے کہا: ''صدوق ثقة۔ و كان فقيهاً صاحب سنة۔ صدوقاً جائز الحديث۔ و كان قارئاً للقرآن عالماً به''۔ (تاریخ الثقات: رقم ۱۴۷۶)
- حافظ ابو زرعۃ الرازیؒ (م ۲۶۴ھ) نے کہا: ''صالح ليس بأقوى ما يكون''۔
- ٭ ایک اور جگہ کہا: ''رجل شريف''۔ (اجوبۃ ابی زرعۃ: ج ۱: ص ۷۲۷)
- حافظ ابو حاتم الرازیؒ (م ۲۷۷ھ) نے کہا: ''محله الصدق، كان سيء الحفظ، شغل بالقضاء فساء حفظه، لا يتهم بشيء من الكذب إنما ينكر عليه كثرة الخطأ، يكتب حديثه و لا يحتج به، و ابن أبي ليلى و الحجاج بن أرطاة ما أقربهم''۔
- حافظ یعقوب بن سفیان الفسویؒ (م ۲۷۷ھ) نے کہا: ''ثقة عدل، في حديثه بعض المقال، لين الحديث

عندھم''۔

- امام ابوعیسی الترمذیؒ (م۲۷۹ھ) نے کہا: ''ابن أبي ليلى صدوق فقيه، وربما يهم في الإسناد''۔ (سنن الترمذی: حدیث نمبر ۱۷۱۵)

- حافظ ساجیؒ (م۳۰۷ھ) نے کہا: ''كان سيء الحفظ، لا يتعمد الكذب، فكان يمدح فى قضائه، فأما فى الحديث فلم يكن حجة''۔

- امام ابن خزیمہؒ (م۳۱۱ھ) نے کہا: ''ليس بالحافظ، وإن كان فقيها عالما''۔ (تہذیب التہذیب: ج۹: ص۳۰۲)،

- حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ (م۳۶۵ھ) نے کہا: '' مع سوء حفظه يكتب حديثه''۔ (الکامل: رقم ۱۶۶۳)

- امام ابوالحسن الدارقطنیؒ (م۳۸۵ھ) نے کہا: ''ثقة في حفظه شيء''۔ (سنن الدارقطنی: ج۱: ص۱۲۴ بحوالہ موسوعة أقوال أبي الحسن الدارقطني في رجال الحديث وعلله: ج۲: ص۵۹۶)

- حافظ زکی الدین المنذری رحمۃ اللہ علیہ (م۶۵۶ھ) لکھتے ہیں: '' صدوق امام ثقة ردئ الحفظ''۔ (الترغیب: ج۵: ص۵۳۵)

- حافظ الذہبیؒ (م۷۴۸ھ) نے کہا: ''وكان صاحب قرآن وسنة. قرأ عليه حمزة وكان صدوقاً جائز الحديث''۔ (العبر للذہبی: ج۱: ص۱۶۲)

* ایک جگہ کہا: ''حديثه في وزن الحسن ولا يرتقي إلى الصحة، لأنه ليس بالمتقن عندهم ومناقبه كثيرة''۔ (تذکرۃ الحفاظ: ج۱: ص۱۲۹)

* ایک اور جگہ حافظ ابن حبانؒ (م۳۵۴ھ) کے قول ''كان ابن أبي ليلى رديء الحفظ، فاحش الخطأ، فكثر في حديثه المناكير، فاستحق الترك۔ تركه: أحمد، ويحيى'' کے جواب میں کہتے ہیں کہ ''لم نرهما تركاه، بل لينا حديثه''۔ (سیر: ج۶: ص۳۱۴، نیز دیکھئے میزان الاعتدال)

- حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ (م۷۵۱ھ) لکھتے ہیں: '' ثقة حافظ جليل''۔ (ملخصاً زادالمعاد: ج۵: ص۱۳۷)

- حافظ ابن رجبؒ (م۷۹۵ھ) نے کہا: ''وابن أبي ليلى إمام صدوق جليل القدر لكن في حفظه شيء''۔

(نزهة الأسماع في مسألة السماع: ص ۴۵)

- امام ابوالحسن نورالدین الہیثمی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۰۷ھ) لکھتے ہیں: '' ابن ابی لیلی سئ الحفظ وحدیثه حسن انشاء اللہ ''۔(مجمع الزوائد ج ۳، ص ۲۳۸ وج ۴، ص ۳۵)

- حافظ ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۰۴ھ) نے کہا: '' صدوق سئ الحفظ ''۔(البدر المنیر : ج ۱۶: ص ۴۲۳)

- حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے کہا: ''ضُعف لسوء حفظه ولم يترك ''۔(فتح الباری: ج ۲: ص ۵۱)

- حافظ شمس الدین السخاویؒ (م ۹۰۲ھ) نے کہا: ''محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى فقيه عالم صدوق لكنه سيء الحفظ مضطرب الحديث ليس بحجة ''۔(الأجوبة المرضية فيما سئل السخاوي عنه من الأحاديث النبوية : ج ۳: ص ۱۱۴۱)

یعنی محدثین کا اتفاق ہے کہ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ (م ۱۴۸ھ) صدوق، جلیل القدر، امام ہیں۔ البتہ اکثر کے نزدیک سئی الحفظ ہونے کی وجہ سے ضعیف ہیں اور ایک جماعت کے نزدیک ثقہ یا حسن الحدیث ہیں، کما مر۔

مگر چونکہ وہ متفق علیہ طور پر صدوق ہیں۔ لہذا اس ''ثم لا یعود' والی روایت میں ان کے تمام طرق کا اعتبار ہوگا، خاص طور سے جب کہ ''ابن أبي ليلى عن يزيد بن أبي زياد'' اور ''ابن أبي ليلى عن الحكم و عيسى '' کے طریق کے درمیان تطبیق ممکن ہو۔ چنانچہ حافظ علاء الدین مغلطائیؒ (م ۷۶۲ھ) فرماتے ہیں کہ

وأما ما ذكره الخلال في كتاب العلل عن أحمد قال ابن نمير نظرت في كتاب ابن أبي ليلى فإذا هو يرويه عن يزيد بن أبي زياد فغير ضائر لاحتمال أن يكون قد رواه عنهما - والله أعلم۔(شرح ابن ماجہ لمغلطائی: ص ۱۴۷)

یعنی ترک رفع کی یہ روایت، جب ابن ابی لیلیٰؒ (م ۱۴۸ھ) کو دونوں طریق سے ملنے کا احتمال ہے تو صرف ان کی کتاب میں موجود طریق کو ترجیح دیکر، دوسرے طریق کو مرجوح قرار دینا صحیح نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم

نیز یہاں پر اس بات کا بھی امکان ہے کہ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ (م ۱۴۸ھ) نے ''ابن أبي ليلى عن الحكم و عيسى '' کے طریق کو اچھی طرح محفوظ تھی، جس کی دلیل، امام العلل، حافظ ابوحاتم الرازیؒ (م ۲۷۷ھ) کے کلام میں موجود ہے، چنانچہ امام ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازیؒ (م ۳۲۷ھ) کہتے ہیں کہ

وسألت أبي عن حديث رواه النعمان بن المنذر، عن مكحول، عن عنبسة، عن أم حبيبة، عن النبي (ﷺ) قال: من حافظ على ثنتي عشرة ركعة في يوم وليلة، بني له بيت في الجنة؟

فقال أبي: لهذا الحديث علة؛ رواه ابن لهيعة، عن سليمان بن موسى، عن مكحول، عن مولى لعنبسة بن أبي سفيان، عن عنبسة، عن أم حبيبة، عن النبي (ﷺ)۔

قال أبي: هذا دليل أن مكحول لم يلق عنبسة، وقد أفسده رواية ابن لهيعة۔

قلت لأبي: لم حكمت برواية ابن لهيعة، وقد عرفت ابن لهيعة وكثرة أوهامه؟

قال أبي: في رواية ابن لهيعة زيادة رجل، ولو كان نقصان رجل، كان أسهل على ابن لهيعة حفظه۔

**(کتاب العلل لابن ابی حاتم الرازی: ج ۲: ص ۴۲۵-۴۲۷)**

لہذا یہاں بھی یہی کہا جائے گا کہ في رواية ابن ابن ليلى زيادة رجل، ولو كان نقصان رجل، كان أسهل على ابن ابن ليلى حفظه۔

غالباً یہی وجہ ہے کہ جزء رفع یدین میں موجود جرح کے جواب میں محدث بدرالدین العینیؒ (م ۸۵۵ھ) کہتے ہیں کہ

''وإن سلمنا أن حديث محمد بن أبي ليلى /ضعيف، أليس هو متابع ليزيد بن أبي زياد؟''۔(شرح ابی داود: ج ۳: ص ۳۵۳)

لہذا ابن ابی لیلیٰؒ (م ۱۴۸ھ)، یزید کے متابع میں موجود ہیں اور امام بخاریؒ اور امام احمدؒ کی رائے مرجوح ہے۔ واللہ اعلم

اور جب ابن ابی لیلیٰؒ (م ۱۴۸ھ)، یزید کے متابع میں موجود ہیں، تو یزید پر ''ثم لا یعود'' کی زیادتی نقل کرنے پر اعتراض ہی فضول ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ ''ثم لا یعود'' کی زیادتی کے بغیر بھی حدیث البراء سے ترک رفع ثابت ہے، نیز ''ثم لا یعود'' کی زیادتی کو مدرج کہنا بھی محل نظر ہے۔ واللہ اعلم

# رفع یدین عندالرکوع منسوخ ہے۔

**-مولانا نذیر الدین قاسمی**

ثقہ، حافظ، امام ابوعبداللہ محمد بن الحارث الخشنی القیر وانیؒ (م ۳۶۱ھ) نے کہا:

**حدثنی عثمان بن محمد قال: قال لی عبید اللہ بن یحیی: حدثنی عثمان بن سوادة ابن عباد عن حفص بن میسرة عن زید بن اسلم عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قال: کنا مع رسول اللہ بمکة نرفع ایدینا فی بدء الصلاة وداخل الصلاة عند الرکوع۔**

**فلما هاجر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی المدینة ترک رفع الیدین فی داخل الصلاة عند الرکوع وثبت علی رفع الیدین فی بدء الصلاة۔**

(عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھے تو ہم نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے اور نماز کے اندر رکوع کے وقت بھی پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو نماز کے اندر رکوع کے وقت کے رفع یدین کو ترک فرما دیا اور نماز کے شروع کے رفع یدین پر باقی رہے)۔(**اخبار الفقہاء والمحدثین للخشنی: ص ۲۱۴، طبع دار الکتب علمیة، بیروت**)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ رکوع والا رفع یدین منسوخ ہے۔

<u>سند کی تحقیق:</u>

(۱) امام محمد بن الحارث بن اسد، ابوعبداللہ الخشنی القیر وانیؒ (م ۳۶۱ھ) مشہور امام، حافظ الحدیث، فاضل، اہل علم ہیں۔(**سیر اعلام النبلاء: ج ۱۰: ص ۴۲۹، جمهرة تراجم الفقهاء المالكية: ج ۲: ص ۱۰۴۲، رقم ۱۰۱۴**)

(۲) عثمان بن محمد سے مراد، عثمان بن محمد بن یوسف القری ہے۔(**اخبار الفقہاء والمحدثین: ص ۱۶**)

اور ان کے بارے میں حافظ ابوالولید، ابن الفرضیؒ (م ۴۰۳ھ) نے کہا:

**کان: یزعم أنه سمع من محمد بن وضاح، وعبید اللہ بن یحیی وغیرهما۔**

و كان علمه الذي ينسب إليه و يغلب عليه التنجيم. و قد ألف كتابا: في فقهاء الأندلس أخذ عنه و قرئ عليه، و كان كذابا أخبرني بذلك من أثق به، ممن وقف على كذبه۔

و ما كان يستأهل أن يحدث عنه۔ (تاریخ علماء الاندلس: ص ۳۴۹-۳۵۰)

غور فرمائیں! ''و كان كذابا'' کا فاعل نہ معلوم ہے، لہٰذا مجہول کی جرح مقبول نہیں۔

نیز اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ کذب کا تعلق حدیث سے نہیں بلکہ خارجی امور (تنجیم) وغیرہ سے ہے۔ واللہ اعلم

**نوٹ:**

غیر مقلد عالم، غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری صاحب نے حافظ ابو الولید، ابن الفرضیؒ (م ۴۰۳ھ) کی جرح کو آدھا نقل کیا کہ ''و كان كذابا''۔ (مسئلہ رفع الیدین: ص ۱۰۰، از غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری، طبع دار الاختصاص والتحقیق)

اللہ تعالیٰ ان کی غلطی کو معاف فرمائے۔۔آمین۔

اور حافظ ابو الولید، ابن الفرضیؒ (م ۴۰۳ھ) کی نقل کردہ جرح مرجوح ہے، جیسا کہ گزر چکا۔ واللہ اعلم

دوسری طرف امام محمد بن الحارث بن اسد، ابو عبد اللہ الخشنی القیروانیؒ (م ۳۶۱ھ) کہتے ہیں کہ

و الذى لا شك فيه ان احمد بن زياد هذا و اخاه كانا (۔۔) لابن وضاح فيمكن ان تكون الكتب فى يده اجازة، قال محمد: دلنى على صحة ماتوهمت من ذلك ان ابن وضاح رحمه الله كان اسمح الناس باجازة الكتب۔

حدثنى عثمان بن محمد القرى قال: حضرت ابن وضاح عند موته و عنده جماعة قال: ليحفظ عنى من حضر و ليعلم به من لم يحضر ان كل من سمع منى و جالسنى فقد اجزت له كل كتاب عندى فليحدث به عنى۔ (اخبار الفقہاء والمحدثین: ص ۱۶)

غور فرمائیں! حافظ محمد بن الحارث، ابو عبد اللہ الخشنی القیروانیؒ (م ۳۶۱ھ) کے نزدیک، عثمان بن محمد القری کم از کم صدوق ہیں، جیسا کہ ان کی ضمنی توثیق سے ظاہر ہے۔

ایک اور جگہ ثقہ راوی عثمان بن سوادۃؒ کی ایک روایت کے بارے میں حافظ ابو عبد اللہ الخشنی القیروانیؒ (م ۳۶۱ھ)

کہتے ہیں کہ

''وكان يحدث بحديث رواه مسنداً في رفع اليدين وهو غرائب الحديث وأراه من شواذها''۔ (**اخبار الفقہاء والمحدثین: ص ۲۱۴**)

یہاں ''ثقہ راوی کی روایت کے بارے میں'' شاذ کا حکم اس بات پر دال ہے کہ حافظ ابوعبداللہ الخشنی القیروانیؒ (**م ۳۶۱ھ**) کے نزدیک، عثمان بن محمد القری کم ازکم صدوق ہیں، واللہ اعلم

لہذا ان کا صدوق ہونا راجح ہے۔ واللہ اعلم

(۳) عبیداللہ بن یحیی القرطبیؒ (م ۲۹۸ھ) ثقہ، امام، فقیہ ہیں۔ (**اخبار الفقہاء ص ۱۷۰، تاریخ علماء الاندلس: ج ۱: ص ۲۹۲، سیر اعلام النبلاء: ج ۱۳: ص ۵۳۱**)

(۴) عثمان بن سوادۃ القرطبیؒ (**م بعد ۲۳۰ھ**) ثقة مقبولا عند القضاة والحكام ہیں۔ (**اخبار الفقہاء ص ۲۱۴، تاریخ علماء الاندلس: ج ۱: ص ۳۴۶، رقم ۸۹۰، وغیرہما**)

(۵) حفص بن میسرۃ، ابوعمر الصنعانیؒ (**م ۱۸۱ھ**) صحیحین کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (**تقریب: رقم ۱۴۳۳**)

(۶) زید بن اسلم العدوی القرشیؒ (**م ۱۳۶ھ**) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، عالم ہیں۔ (**تقریب: رقم ۲۱۱۷**)

(۷) عبداللہ بن عمر (**م ۷۴ھ**) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ (**تقریب**)

یعنی اس حدیث کے تمام روات ثقہ یا صدوق ہیں۔

اس روایت سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رکوع والا رفع الیدین اخیر عمر میں ترک کر دیا تھا اور یہی ائمہ احناف کی رائے ہے، چنانچہ

* مشہور فقیہ، حافظ الحدیث، امام ابوالحسین القدوریؒ (**م ۴۲۸ھ**) کہتے ہیں کہ

''**الأصل كان الرفع في كل تكبيرة ثم نسخ ذلك ولأن ابن عباس بين أن آخر الفعلين منه - عليه السلام - كان مانقوله**''۔

اصل میں رفع یدین ہر تکبیر کے ساتھ کیا جاتا تھا مگر پھر یہ منسوخ ہو گیا، اور چونکہ ابن عباسؓ نے بیان کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا دونوں عملوں میں سے آخری عمل وہ تھا جو ہم نے کہا۔ (**التجرید للقدوری: ج ۲: ص ۵۲۲**)

* حافظ ابوبکر جصاص الرازیؒ (م ۳۷۰ھ) نے کہا:

''فوجب أن ينسخ الرفع عند الركوع''۔

لہذا رکوع والا رفع یدین کو منسوخ قرار دیا جائے۔ **(الفصول فی الاصول: ج ۲: ص ۳۰۹)**

* حافظ، امام ابوجعفر الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ) بھی رکوع والا رفع یدین کو منسوخ مانتے ہیں، دیکھئے **(شرح معانی الآثار: ج ۱: ص ۲۲۵، حدیث نمبر ۱۳۵۶، شرح مشکل الآثار: ج ۱۵: ص ۳۳، حدیث نمبر ۵۸۲۵)**

* محدث بدرالدین العینیؒ (م ۸۵۵ھ) فرماتے ہیں کہ

''وقد اتقنا الكلام فيه (في شرحنا للهداية) والذي يحتج به الخصم من الرفع محمول على أنه كان في ابتداء الإسلام، ثم نسخ. والدليل عليه أن عبد الله بن الزبير رأى رجلا يرفع يديه في الصلاة عند الركوع وعند رفع رأسه من الركوع، فقال له: لا تفعل، فإن هذا شيء فعله رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم تركه''

اور ہم نے شرح الہدایہ میں اس باب میں مضبوطی سے کلام کیا ہے، مدمقابل جن دلائل سے رفع یدین پر استدلال کرتا ہے وہ ابتداء اسلام پر محمول ہیں پھر یہ حکم منسوخ ہوگیا، اور اس پر دلیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ نے ایک شخص کو دیکھا جو نماز میں رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کر رہا تھا تو آپؓ نے اس سے فرمایا، ایسا نہ کرو، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ عمل کیا تھا پھر اسے ترک فرما دیا تھا۔ **(عمدۃ القاری: ج ۵: ص ۲۷۳)**

* محدث ملاعلی القاریؒ (م ۱۰۱۴ھ) نے کہا:

''وقد علم نسخها. فلا بد أن يكون هو مشمولا به، كما روي عن ابن الزبير ما يدل عليه''۔ **(فتح باب العنایۃ: ج ۱: ص ۲۹۰)**

* بحرالعلوم، عبدالعلی بن نظام الدین اللکھنوی الحنفیؒ (م ۱۲۲۵ھ) کہتے ہیں کہ

''فظاهر ان الرفع منسوخ، والله اعلم بالاحكام''۔ **(رسائل الارکان: ص ۷۳، طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت)**

* مشہور محدث خلیل احمد السہارنفوریؒ (م ۱۳۴۶ھ) کہتے ہیں کہ

''وأما القائلون بعدم الرفع فإنهم لا ينكرون أن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - رفع يديه بعد تكبيرة

**الافتتاح، ولکن ینکرون دوامه وبقاءه بأنه - صلی الله علیه وسلم - رفع یدیه ثم ترکه''**

جولوگ ترک رفع کے قائل ہیں وہ اس بات سے انکار نہیں کرتے کہ حضرت نبی اکرم ﷺ نے تکبیر تحریمہ کے بعد بھی رفع یدین فرمایا ہے، لیکن وہ اس عمل کے دوام اور بقاء کا انکار کرتے ہیں، اس طور پر کہ رسول اللہ ﷺ نے رفع یدین کیا پھر اس عمل کو ترک کر دیا۔ (**بذل المجھود: ج۴: ص۲۶**)

* اسی طرح، **عالم بالحدیث** محدث **رشید احمد الکنکوھی**ؒ (م **۱۳۲۳ھ**) نے کہا:

**''وأما رفع اليدين عند تكبيرة الافتتاح فلم تنكره وكذلك عدم الرفع بين السجدتين لم يثبتوه فنقول هذه الرواية التي ذكرها الترمذي في الباب لا يجدي نفعًا وهذه الرواية إنما كانت مفيدة لو كنا أنكرنا ثبوت الرفع عن النبي صلى الله عليه وسلم وليس كذلك بل الذي ننكره بقاء العمل علية حتى قضى النبي صلى الله عليه وسلم۔۔۔۔۔۔فإن دليل النسخ واضح في الرفع۔۔۔۔۔وهو روايته الحديثين كليهما في الرفع ثم عمله بعدم الرفع''۔**

رہا تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین تو ہم اس کے منکر نہیں ہیں، اسی طرح بین السجدتین رفع یدین کو وہ خود ثابت نہیں کرتے ہیں، پس ہم کہتے ہیں کہ یہ روایت جسے امام ترمذیؒ نے اس باب میں ذکر کیا ہے وہ اس باب میں مفید مطلب نہیں ہے، یہ (ہمارے خلاف بطور دلیل) مفید ہوتی اگر ہم رسول اللہ ﷺ سے رفع یدین کے ثبوت کا ہی انکار کرتے، حالانکہ ایسا نہیں ہے، ہم اس عمل کے حضرت نبی اکرم ﷺ کی وفات تک بقاء کے منکر ہیں، اس لئے کہ رفع یدین کے باب میں نسخ کی دلیل بالکل صاف ہے، اور وہ ان (امام ترمذیؒ) کا دونوں حدیثیں روایت کرنا ہے، رفع یدین کی اور پھر ان کے رفع یدین نہ کرنے کی۔ (**الکوکب الدری للکنکوھی: ج۱: ص۲۷۰-۲۷۱، طبع قدیم**)

* **ریحانة الھند**، شیخ الحدیث، محمد زکریا بن محمد یحیی الکاندھلویؒ (م **۱۴۰۲ھ**) فرماتے ہیں کہ

**''وفی تیسیر الباری عن النھایة: ان ابن الزبیر رضی اللہ عنہ رای رجلا یرفع یدیه عند الرکوع وعند رفع راسه فنھاہ عن ذلک وقال: ھذا امر فعله رسول الله ثم ترکه۔**

**قلت فلو صح ھذا کان نصاً فی النسخ''۔ (اوجز المسالک: ج۲: ص۹۰)**

ایک اور مقام پر کہا:

**''ومنھا ان بعض انواع الرفع الثابتۃ فی الروایات متروک عند الجمیع ومجمع علیہ کما تقدم، فھذا قرینۃ علی انہ وقع النسخ فیہ، فالاخذ بالمتفق علیہ دون غیرہ اولی واحوط، وھو الرفع عند التحریمۃ''**

اوران میں سے ایک یہ ہے کہ (نماز میں) بعض طرح کے (یعنی بعض مواقع پر) رفع یدین کرنا احادیث شریفہ سے تو ثابت ہیں مگر (عملاً) تمام کے نزدیک متروک ہیں، اوران (کے ترک) پر سب کا اتفاق ہے، جیسا کہ پہلے گزرا، یہ اس بات کا قرینہ ہے کہ رفع یدین کے سلسلہ میں نسخ واقع ہوا ہے، پس متفق علیہ کو لینا نہ کہ دوسرے کو یہی بہتر اوراسی میں احتیاط ہے، اور وہ (یعنی متفق علیہ رفع الیدین) تکبیر تحریمہ کے وقت کا رفع یدین ہے۔ **(اوجزالمسالک: ج ۲: ص ۹۶)**

* دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند کا فتوی ہے کہ

''ایسی معتبر ومستند کئی روایات ہیں، جن سے پتہ چلتا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ، رفع یدین والی روایت منسوخ ہے''۔ **(سوال وجواب نمبر ۱۶۷۳۰۷)**

- اور دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ، علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کے فتوی نمبر ''144007200413'' میں ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے ترک رفع یدین والی روایات کوراجح قرار دیا ہے، کئی اکابر صحابہ کرامؓ کا معمول ترکِ رفع کا تھا اور یہی نبی کریم ﷺ کا آخری عمل ہے۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔

## یاداشت

AL IJMA FOUNDATION YOUTUBE CHANNEL :

https://www.youtube.com/alijmaorg

YouTube SUBSCRIBE :

https://www.youtube.com/c/alijmaorg?sub_confirmation=1Alijma

WEBSITE : www.alijma.com

AL IJMA TWITTER : @alijmaofficial

FACEBOOK : https://m.facebook.com/alijmaOfficial/

AL IJMA EMAIL : Info@alijma.com

WHATSAPP : +91 8097867973

AL IJMA CONTACT : +91 9987925955

FOR MORE YouTube VIDEOS VISIT:

https://www.youtube.com/alijmaorg

E-mail : khan810619@gmail.com

ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن